رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO A 783



اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کی ترقی کا راز صفائی معاملات اور ... ہے

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کرسکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو تین ہفتے کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ والخیر فی السلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) **طالبان مفت** اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھہ **سالانہ** خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا دوستی یا قومیت کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکخانہ مین رہ جانے سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گم ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دوتی نے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۲

مضامین غیر

(۵۔ نومبر سنہ ۱۹۲۰ء)

کیا اور کرنہ جانا مین ہوتی تو کر دکھاتی

منطق آرا بیگم
بنام
بزم اصلاح کلکتہ

لوگو بیٹے سنا کر تم نے کلکتے مین ایک پنچایت کی اور آپس مین جو دنگا فساد مذہب کے نام سے ہو رہا ہے اوسکے روکنے کی فکر کی اللہ کرے تم زندگی کا سکھ دیکھو بہت اچھا کام کیا مگر وہی مثل ہے "کیا اور کرنہ جانا مین ہوتی تو کر دکھاتی" وہ حکایت لمبی ہے مین مطلب سمجھانے کے واسطے خلاصہ بیان کرتی ہون۔ ایک بادشاہ سلطنت کے انتظام مین نہایت ہوشیار تھا مگر عورتون کی طرف سے بہت بدگمان رہتا تھا ایکمرتبہ اپنی خاص حرم کو اونٹ گدھے پر سوار کرکے شہر مین منہ دلایا۔ آگے آگے نقیب پکارتا جاتا تھا "یہ سزا اوسکی ہے جو اپنے خاوند سے بے وفائی کرے" شہر کے اوباش سواری کے ساتھ ساتھ غل مچا رہے تھے کہ سواری وزیر کے محل کے نیچے پہونچی۔ دریچے مین وزیرزادی بیٹھی ہوئی تھی اوسنے شاہی حرم سے پوچھا کہ تم نے کیا خطا کی اوسنے ماتھے پر ہاتھ رکھا کہ سارا قصور قسمت کا ہے۔ وزیرزادی قہقہہ مار کے ہنسی اور کہنے لگی "کیا اور کرنہ جانا مین ہوتی تو کر دکھاتی" پھر کھڑکی بند کرکے چلی گئی۔ مخبرون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی۔ وہ جھلا اوٹھے اور فوراً وزیرزادی کی طلبی کا حکم دیا۔ وزیرزادی حاضر ہوئی تو بادشاہ نے کہا جا تو نے کیا کہا تھا۔ اوسنے ہاتھ جوڑ کے عرض کی کہ خداوند مینے کوئی غلط بات نہیں کہی۔ حضور ذراسی بدگمانی پر سزا دیتے ہین یہ بات انصاف کے خلاف ہے۔ مثل مشہور ہے "عورت آپ سے نہین تو ننگے باپ سے" اصل نسل کی بیبیان تو وفادار اور عصمت دار ہوتی ہین مرد وے اون پر فرق بٹھاتے ہین وہ سستی ہین۔ مرد وے کہتے ہین کہ ہم ہون تو یہ بیگمتین کاٹے سرکو ایک نہ چھوڑین حالانکہ یہ ہے بالکل غلط وہ بین کیا بیچارے جو کوئی بندش کرسکینگے خدا نکرے جو کوئی اپنی اپنی پر آجائے کیسی ہی بند بندی ہو اوسکا کچھ بنا نہین سکتی۔ آپ جانتے تھا ہون کا مزاج کوئی آدمیت کا مزاج تو ہوتا نہین جو دماغ پر زور دے کے بات کی تہ تک پہونچ جائین بادشاہ سلامت نے بلا کے قاضی جھٹ سے وزیرزادی کے ساتھ نکاح پڑھوا لیا اور ایک کوٹھری مین اوس غریب کو بند کر دیا دیوارین چن دی گئین ایک موکھا کھلا رکھا کہ دونوں وقت کھانا پانی اوسی موکھے کی راہ سے دیدیا جائے۔ وزیرزادی نے کہا "حضور لونڈی جو عرض کرتی ہے اوسے یاد رکھیے۔ جو اسی قیدخانے مین گل نہ ہوئے حضور ہی کی اولاد حضور کا مبارک سر نیچا ہو تی سے نہ جھلائے تو نام بدل ڈالون" کلمہ سخت تھا بادشاہ گرم تو بہت ہوا مگر دل مین کہنے لگا دیکھون کیا کرتی ہے" بادشاہ اپنے محل مین داخل ہوا "وزیرزادی نے ہاتھ کا کنگن انعام مین دے کے مزدور کے ذریعہ باپ کو بلوایا اور اوس سے کہا کہ آپ اس قیدخانے سے اپنے محل تک سرنگ کھدوائیے اور میری کھلائی سے کل روداد کہہ دیجیے پھر جو وہ بتائے اوس پر عمل کیجیے۔ وزیر نے ودا سے کل حال بیان کیا اور کہا کہ ابھی بادشاہ نے لڑکی کی شکل نہین دیکھی ہے آپ مجھے لڑکی کی تصویر کھچوا دیجیے اور سرنگ تیار کیجیے۔ اودھر وزیر نے چپکے چپکے سرنگ کھدوانی شروع کی اودھر ماما کھلائی نے مرقع زربفت کے غلاف مین لپیٹا تھیلا ہاتھ مین لی اور شاہی محل کی طرف چل دیا چند کیا۔ گھس پیٹھ کے محل مین رسائی پیدا کی رہتے رہتے لگین مگر یہ روز کا دستور تھا کہ شام کو تصویر سامنے رکھتین اور دھاڑین مار مار کے آنسو بہاتین محل کی لونڈیون باندیون نے کئی دن تک مسلسل یہ کرشمہ دیکھا۔ آخر خیر اللہ کرکے کانون تک خبر پہونچی کہ خداوند بڑی بیبیا جو نئی نوکر ہوئی ہے دن بھر اچھی رہتی ہے کام کاج کرتی ہے شام کو ایک مرقع سامنے رکھ کے رویا کرتی ہے حکم ہوا "بلاؤ" بڑی بی کانپتی کانپتی حرب کمتی حاضر ہوئین۔ حضور نے دریافت فرمایا "بڑی بی اپنے رونے کا سبب بتاؤ" انھون نے آہ کی اور لگین زار زار رونے۔ جب دل کی گرمی کم ہوئی تو کہنے لگین۔ حضور مجھ مرنے جوگی کو خدا نے آل اولاد سے محروم رکھا خیر یہ میری قسمت مگر لمتا ایسا بڑا ہے کہ وزیرزادی پر جان گھپاتی ہے۔ ننھی سی جان کو نے کے پالا۔ دن کو دن کبھی رات کو رات۔ پالا پرورش کیا۔ خیال تھا کہ پرائی اولاد ہی سہی۔ اے بیچے جب ماشاء اللہ صاحبزادی اچھے ہاتھ منہ کی ہوئین تو دودھ کی مکھی کی طرح بے خطا بے قصور نکال باہر کیا۔ اب دربدر کی ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہون۔ پالے کی ماتا بہت ہوتی ہے۔ مین دتی ہون صاحبزادی کو خبر بھی نہ ہوگی مین سے سوتی ہوگی دل کی ڈھارس کے لیے یہ تصویر کھچوائی ہے۔ جب یاد آتی ہے تو اس نکال لیتی ہون۔ بادشاہ سلامت نے تصویر مانگ کے ملاحظہ فرمائی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگئے فرمانے لگے کہ یہ وہی بدنصیب ہے جس نے کہا تھا "کیا اور کرنہ جانا مین ہوتی تو کر دکھاتی" بڑی بی نے کہا "نہین حضور یہ سب سے چھوٹی صاحبزادی ہین"۔

وزیر صاحب مکان سے قیدخانے تک سرنگ کھدوا چکے تھے بڑی بی نے بادشاہ سلامت کے چور خانۂ دل مین سرنگ لگائی عشق جگا دیا۔ وزیر کی خوشامد ہونے لگی۔ دوسرے تیسرے روز وزیر کی مزاج پرسی کے واسطے اوسکے مکان پر جانے لگے۔ عزت بڑھی۔ تنخواہ بڑھی۔ خلعت جاگیر سے سرفراز کیا۔ کچھ دنون کے بعد پیام دیا کہ جو لڑکی قید ہے اوسے مینے طلاق دی۔ جس لڑکی کی یہ تصویر ہے اوس سے شادی کر دو۔ حکم حاکم، مرگ مفاجات

وزیر صاحب اپنی صاحبزادی کے پاس گئے سارا حال بیان کیا۔ وزیرزادی گھر میں آئی نکاح ہوا۔ وزیر نے شرط کر لی تھی کہ چار برس تک لڑکی شاہی محل میں نہ جائیگی پنڈت جی منع کرتے ہیں۔ اس میں نقصان ہی کیا تھا شرط مان لی گئی۔ دن بھر صاحبزادی قید خانے میں رہتیں اور شام کو گھر چلی آتیں۔ غرض تین چار برس میں بچہ ہوا اچھا اور پل پوس کے بڑھ بھی گیا۔ ایک دن وزیرزادی نے بادشاہ سے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کی اور آپ کے درباریوں کی دعوت کروں۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ دعوت دھوم دھام سے ہوئی۔ خاصہ چنا گیا۔ لوگ ادب قاعدے سے دسترخوان پر بیٹھے۔ ابھی حضور نے لقمہ منہ میں نہ رکھا تھا کہ شاہزادہ بہادر ہاتھ میں ایک طلائی پیالی لیے پردہ سے باہر نکلے۔ اور ہلکی سی چوٹ ظل اللہ کے تاجدار سر پر لگا کے فرمانے لگے یہ بادا جان۔ بادا جان۔ اماں جان کہتی ہیں یہ کیا اور کرنہ جانا میں ہوتی تو کر دکھاتی ::

لقمہ منہ کا منہ میں رہا۔ آنکھیں پھاڑ سی کھل گئیں۔ سکتے کا عالم طاری۔ جب کسیقدر افاقہ ہوا تو دوڑا میں کے سیدھے قیدخانے پہونچے۔ قفل کھلوایا۔ کوٹھری کے موکھے میں منہ لگا کے کہنے لگے :: کمبخت تو یہاں ہے کہ نہیں ::

بی وزیرزادی ان سے پیشتر ہی شادی کی انگوٹھی انگلی میں پہن کے چلی آئی تھیں۔ انھوں نے شہدی لگا ہوا ہاتھ موکھے سے باہر نکال کے کہا بندی حاضر ہے۔ کہیے حضور مینڈی نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا کہ نہیں ؟

تفرقہ جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان

صلح کرانی چاہی تو اس میں بھی دو غلطیاں کیں ایک تو یہ کہ کبھی برا نہ ماننا بدگمانی سے شاید کوئی فرد بشر خالی ہو دوسرے یہ کہ صلح کی گفتگو سے پہلے تم دونوں کو اپنے بیان کے داعظوں اور سوامیوں کا حال جانچنا چاہیے تھا۔ مذہبی وعظ اور نصیحت مشکل کام ہے مگر آجکل بالکل بازی ہو گیا ہے۔ بڑے آدمیوں کی دیکھا دیکھی وہ لوگ وعظ کہنے اور کتھا بانچنے کھڑے ہو جاتے ہیں جنھیں علم نہیں لیاقت نہیں عقل نہیں۔ جب کام ایسے آدمیوں کے ہاتھ میں پڑ گیا

اور انھوں نے تلقی کام کو روٹیوں کا سہارا بنا لیا تو یہ کہنا کہ ہر گروہ یا ہر فرد منت سے دلیل سے دوسروں کو اپنے مذہب میں لا سکتا ہے فضول ہے۔ منت سماجت سے لوگ مذہب نہیں بدلتے۔ رہی دلیل تو جاہلوں کے پاس بڑی دلیل جہالت ہی ہے۔ اچھے برتاؤ سے دل موہ لینا ہنسی ٹھٹھا نہیں دو دو پیسے پر مرغی حلال کرنیوالے بھلا کس شمار میں ہیں دل موہ لینے کی تدبیر تو

ابھی تک ہماری سرکار بھی نہیں جانتی جو ہزاروں کی تنخواہ مقرر کر کے ولایت سے ہندوستان پر حکومت جتانے کے لیے بڑے بڑے فاضلوں کو بھیجتی ہے۔ یہ آتے ہیں دل ہاتھ میں لیے اور مشکل سے کوئی بغیر دل گنوائے جاتا ہے۔ جنکی غرض ان کے بوٹ کی ڈوری سے بندھی ہے وہ کرتے ہیں تعریفیں مگر جن بیچاروں کو ان سے کوئی واسطہ نہیں وہ ان کی حرکتیں دیکھتے ہیں اور ٹھنڈی سانس بھر کے چپ ہو رہتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے ایسے بڑے بڑے بدمزاج اکل کھرے قابو کے حاکم بنے دیکھے ہیں کہ ڈائر اور اوڈوائر اون پر سے صدقے کیے تھے۔ جو یہ ہر سٹے بدلتے نہ رہیں تو معلوم نہیں کیا آفت ہوتی۔

پھر تم کہتے ہو کہ جب کوئی اپنا مذہب بدلے تو زور زبردستی کو اسمیں دخل نہو۔ بھلا خود ہی خیال کرو کہ یہ ہونے والی بات ہے؟ اسے ہے جو بھی صلاحیت ہوئی تو رونا کا ہے کا تھا کانگریس بیچارے نے دنیا کی باتوں میں ہی نصیحت کی اور کسی نے ہاں نہیں چوری چورا میں فساد ہوا بمبئی میں جوتا چلا۔ پھر یہ تو دین مذہب کا معاملہ ہے۔ فرض کر و تمنے کسی راہ چلتے آوارہ لاوارث لڑکے کو اپنے پاس رکھا۔ کھانے کپڑے کی تاک نہ پڑھایا لکھایا مذہب کی باتیں سکھائیں ڈولا چنانہ تم زور تھا چاروں میں ہاتھ پاؤں نکالے منہ پر رونق آئی۔ محلے والوں نے محنت مشقت پر تو دھیان کیا نہیں انھوں نے بھی دیکھا کہ مفت کا لڑکا ہاتھ لگا۔ کیا دوڑ دوڑ کے سارے گھر کا کام کرتا ہے۔ کسی نے پھسلایا بھڑکایا کسی نے مارنے جلن کے اور کے ہم مذہبوں سے نکال بھگائی کی۔ چلیے فسادیہ پر بٹ ہوئی اور ہونے لگی



معلم :- سر جھکا کے کھیلو۔ تمہیں ہی کھیلنے کا شعور نہیں ::
ریاست :- یعنی زمین دیکھوں ؟

پردہ کچھ بھوٹ ہی کے دم پر ٹکا ہے ۔ تو دو ٹوک
مین دو ٹ - یا ہندو مسلم جھگڑے شروع ہوئے ۔ اب
یہ تو وہ گھاٹ ہے جہان منشی کمروز خان کے داماد کے
ماموں کے سالے کی خلیا ساس کے نواسے کے بیوی کا
بھانجا ہے ۔ خبر کرو سوامی بھی برن بیوپاری ہی پوشکو
سالے میرا بھائی کہہ کے خدم بتا برگی مقدمہ بازی
کے واسطے چندے ہوئے مفت خوروں کے نصیب
کھلے مقدر جاگے ۔ بات بڑھی تو بڑھی ۔ مفت کے
وکیل مذہب کے نام پر بولنے بکنے والے تیار بیٹھے
ہی رہتے ہین ۔ زور زیادتی نے بھی پوری تو اونھون نے
کچہری میں ثابت کر دی ۔

جب اخبارون مین انگل انگل بھر کے موٹے
حرفون مین چھپتا ہے "دین خدا کی نصرت "
"یدخلون فی دین اللہ افواجا" ادون کر دیکھو کی
شدھی " " اب کہیے مین چل کے گھنٹہ بجانے کا
وقت آگیا " تو بتاؤ کہ لوگون کے دلون مین آگ
لگے یا نہ لگے ۔ یہان تک تو ہوئے لگا کہ چچا زادون
کے بڑھے سرا ولیے گئے " دکھا دیجیے مین خیر ہوتا ہے
کہ آپ خندے مین کسی دیوی کو خواہ کے لاتے ہین ۔
ابھی ہم ہندو کو لیا چھڑوں اقدم ہندو والے پڑتے ہیں جب
آپ کے چھپانے سے ہوتا ہی کیا ہے ۔ چلیے تھانے پر ۔
اب لاکھ عذر کرتے ہین کہ بھائی یہ دیہات کی
شرارت زیادہ ہی ہے گئوار ہی بولی پر نہ جاؤ ۔ مگر تھانہ
پکا ہے اس وجہ سے جوتا نہیں پہنتا ننگے پاؤن ہے ۔
مگر کون سنتا ہے ۔ پھر اگر تھانے والے اس عورت کے
ہم مذہب ہوئے تو خیر ورنہ محرر صاحب نے ہی تصدیق
کر دی کہ معاملہ مشتبہ ضرور معلوم ہوتا ہے تاوقتیکہ
آپ اس عورت کی مسلمانی یا مسلمان ہونا ثابت نہ
کریں ہم آپکو روک رکھنے پر مجبور رہین ۔

جان دہشت اور کرکا یہ حال ہو وہان آپس
مین بیٹھ کے چند شرطین طے کر لینے سے کوئی فائدہ
نہیں ۔ سچی اور جھلی دونو کا روائیان ایک ہی
داغی داغی جاینگی ۔ اس قسم کے مقدمون مین
خرچ کرنے کے واسطے پہلے مسلمان زیادہ روپیہ
دیتے تھے اب ہندو دون کا نمبر بڑھ گیا ہے ۔ جو لوگ

جوڑتا تھا وہ اب چھٹے لڑ جاتا ہے ۔

فرض کرو ہم کہان شرطون پر جھگڑے جیسے جیسے اونھون
نے سمجھوتا کر لیا اور سمجھدار ہندو مسلمان اس پر
متفق بھی ہو گئے تو کیا ہوگا ؟ مذہب کے نام سے
خلق خدا کا ناحق جنگ کرنے والے تمھارے
کہنے سے وہ بیٹھینگے ۔ اے توبہ کرو ۔ وہ زمانہ اب
نہیں ہے کہ جسے جو مذہب پسند آیا ۔ اختیار کر لیتا
تھا ۔ اب یہ شوق ہے کہ دل سے مذہب بدل گئے
مگر ظاہر مین یا مردم شماری کے رجسٹر مین مذہب
نہ بدلنے پائے ۔ مردم شماری کی شادیان کر کے
بڑھانا آجکل کی تہذیب کے خلاف ہے ۔ گو مین بھی
عورت ذات ہون مجھے بھی مردون کی چچا مردون سے
نفرت ہے اتو یہی راہ کھلی ہوئی ہے کہ چھین
جھپٹ کھینچ تان کے گنتی بڑھانی پڑے گی
پولیٹکل لیڈر جن پر مذہب کا جن سوار ہے اس
حرکت سے راضی ہین اور ان مذہب کے سوداگرون
کی پر جیک لیتے ہین ۔ کشتی بڑھتی کی دیوار دیوان
سے بنے تو صلح کے واسطے راہ پیدا ہو ۔ جو گروہ اپنی
تعداد بڑھا کے دکھاتا ہے وہ دھونس ڈالنے کی
فکر مین ہے جو فریق اپنی گنتی کم کرتا ہے وہ مظلوم
اور کمزور بن کے تیسرے کو دخل دینے کا حق
دیتا ہے ۔ نیت کسی کی بخیر نہیں ۔ ایک کا برتاؤ
دوسرے کے ساتھ اچھا نہیں اس وجہ سے تیسرے
صاحب کو موقع مل گیا وہ کہتے ہین ۔ خدا نہ کرے
جو تم آزاد ہو ۔ ارے ایک کو دیکھ دوسرا جلا جاتا ہے
جو کہیں ہمارا پاؤن بیچ مین نہ ہو تو پچھاڑ کر دونون کا
ٹھکانا کہین نہ رہے ۔

اچھا پچھے قصہ پر جان دینے والے اور دیدون مین
کوئی نہ تو ہوشیار ہے نہ دل کا آزاد ہے کہ سیری جلی
سوت کے جنجال سے دور اکھیڑون مین نہ پا
جائے سیاست فرے کی ہے سنو ۔

اب سے دور نواب صاحب نے بنارس مین
ایک نیا محل کیا بس ایک اندوارے یہان رہے
اور پی گھبرا یا اماتا کی کھیلین ہیر کی شاندار مین
ہے نہ باہر جیسے دشمن سٹری بھوت موت کی

جانہ باز زبان بھلا کیسے کب چھپتی ۔ میرا اتنا تھا کہ
بیٹے چچا جان کو بنارس خط لکھا کہ زری بوا دکھی بیچے
اور پتا لگایئے کہ آخر یہ بنارس کیون جاتے ہین ۔
اونھون نے کل حال سے اطلاع دی کہ فلان محلہ مین
ہے فلان محلہ ہے صاحبزادہ ۔ نے نیا گھر کیا ہے مین
خاموش ہو رہی انھین خبر نہ کی اور چچا جان کو لکھا
کہ آپ منی بنو کے باپ کی طرف سے ایک خط لکھ بھیجیے
اور اس خط مین یہ ہو کہ فلان تاریخ ہیضہ کی بیماری
مین تمھاری بی بی نے انتقال کیا اللہ تمھین صبر دے ۔
پرسون تیجا ہوگا ۔ اونھون نے ایسا ہی خط نواب
کے پاس بھیج دیا ۔ اب نواب صاحب کا ایک رنگ آتا ہے
ایک جاتا ہے گھڑی گھڑی ہر ایک سے پوچھتے ہین
کیا بجا ہوگا ۔ ارے نتھو گاڑی تیار کر کہین ریل
نہ نکل جائے ۔ کل پیشی ہے جو آج نہ روانہ ہوا تو
مقدمہ بگڑ جائیگا ۔ جب چلنے کا وقت آیا مینے زور سے
دامن تھاما کہ مین تو آج نہ جانے دونگی ستنے کوئی
محل کیا ہے اسی سے جاتا اب ہو وہ چیتون ہی نہیں
ہے ۔ مین کئی مہینے سے رویتہ دیکھ رہی ہون ۔ نواب
صاحب نے قسمون پر دھر لیا " یون قسم وون قسم "
مینے کہا دیکھو تمھاری قسمی سے میرے دل کو اطمینان
نہ ہوگا اگر تمنے نکاح نہین کیا ہے تو چار آدمیون اور
مولویون کے سامنے اقرار کرو کہ " تم چھٹ باقی
جتنی عورتین میرے نکاح مین ہین سب پر طلاق
طلاق طلاق "

نواب صاحب تو دل مین یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ
بنارسی بیگم خدا کے یہان گئین اب طلاق دینے سے
نقصان ہی کیا ہے بچہا چھڑانے کے لیے سب کے
سامنے جو کچھ مینے کہلوایا بے تامل کہہ گئے ۔ منڈی نے
دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے ۔
مگر زری بنارسی محل مین کچھ بوجھ کے قدم رکھیے گا ۔
ادھر نواب صاحب تشریف لے گئے بنارس ۔ اودھر
منڈی نے طلاق نامہ لکھوا کے سب کی گواہیان کرائین
اور لفافے مین بند کر کے نواب کی سسرال روانہ
کر دیا ۔

اے ہے کیا بتاؤن ہورے نواب صاحب جب

بنارس پہونچے اور بیگم صاحب کو ہٹا کٹا صحیح و سالم پایا تو دشمنون کی کیا حالت ہوئی۔ بیچارے وہان سے لوگ دُم دبا کے تو لکھنؤ مین دم لیا۔ یہان آکے بیت اُلٹے بیت کو دے۔ مہینون منہ پھولا رہا۔ بیٹے کہا آخر کچھ کہو تو کیا ہوا۔ نیا بھا جب کہین تو کیا کہین ع چور کی مان گٹھیا مین منہ ڈال کے روتی ہے " سر کو دھوئے بیٹھے سسرال والون سے تنگ۔ اپنی حماقت۔ دوستون کا قلاق۔ بڑی مشکل سے نجات پائی۔ بیندی اس بوکھلاہٹ پر دل ہی دل مین ہنستی تھی مگر برابر تسلی و دلدہی بھی کرتی تھی۔ ارے ہان کہین زیادہ تنگ نہ جائین تو اور خرابی ہو۔ میان باہر جاتے شرماتے تھے گھر مین آتی خوشامد اور خاطرداری ہوتی تو ضد بڑھتی۔

الغرض مذہب کو فساد کی جڑ بنانے سے نہ ہندو فائدہ مین رہینگے نہ مسلمان یہ تو ایک بچہ بھی جانتا ہے۔ لیکن مذہب فساد کی جڑ کس طرح بن جاتا ہے؟ اس پر تم لوگون نے غور نہین کیا۔ تم لوگون نے صلح کی پنچایت مین جو تجویز طے کی ہے وہ ہے تو موتی ساہی کی آنت مگر اسکی پابندی فسادی جاہل خود غرض واعظ اور سوامی ہرگز نہ کرینگے۔ تم لاکھ چیخو بیٹھو چلاؤ غل مچاؤ ان لوگون کی بائی اس چور کی سی ہے جو شب کو چوری کرنے نکلا اور بغل مین جو سر دبا کے ساتھ لیجاتا گھر مین گھستے ہی پہلے ایک اچھی جگہ تجویز کر کے جو سر بچھا دی گوٹین قرینہ سے چن دین شمع پاس رکھ دی۔ اس اہتمام کے بعد گرتی سمیٹنے لگا جو چیزین پسند آئین اونکی گٹھری باندھی۔ اگر گھر والے کی آنکھ کھل گئی تو چور صاحب نے فورًا شمع روشن کر دی اور خود ہی شور مچانے لگے اتنے مین محلے والے دوڑ پڑے "کیا ہے کیا ہے" کھولو دروازہ "دروازہ پہلے ہی سے کھلا ہوا تھا سب اندر آگئے اور چور صاحب گھیر کر لائے گئے۔

" بہت تری دُنیا پر خدا کی لعنت۔ دیکھو لوگو آج پانچ جو بیٹنے سے رات کو مجھے اور ان میان صاحب سے جوا ہوتا ہے۔ روز مین ہارا کیا ساری دولت انکے نذر کر دی۔ سو آج اتفاق سے پانسہ نے مجھے جتایا۔ اور جو سامان پہنے جوئے مین ہارا تھا وہ بیٹھے پھر جیت لیا۔ اب مین کھیل بند کر کے اپنا جیتا ہوا سامان لے جانا چاہتا ہون تو میان دھینگا مشتی پر تعین ہو گئے ہین۔ چوری کا الزام لگاتے ہین۔ انصاف تم لوگون کے ہاتھ ہے۔ جوئے مین بھی ہوتا ہے آج پانسہ میرے موافق ہے تو کل تمھارے ساتھ۔ کہین شریفون کا یہ بھی دستور ہے کہ ہارین تو دھاندلی اور جبر کی لین۔ اپنے جیتنے کے وقت تو میان کچھ نہ بولے اور دوسرے کے داؤن پر لگے رونے۔ ہائے ہائے بے ایمان کی ایسی تیسی۔ اماں جو ایسے ہی بودے ہو تو جوا کیون کھیلتے ہو۔ جُوا شیر دلون کا کام ہے تم ایسے بزدل کیا کھیلینگے؟" محلے والون نے دیکھا کہ شمع روشن ہے۔ چوسر بچھی ہے۔ خاصدان رکھا ہے پانچ چار روپے اور کچھ پیسے ادھر ادھر پڑے ہین تو دُو دھڑ مین پھنس گئے۔ کسی نے کہا ابھی شرم نہین آتی ہم تو تمکو بہت ثقہ سمجھتے تھے۔ کسی نے کہا بی بات حضرت مین پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ بھئی یہ ٹھاٹ کہان سے آتا ہے جو روز اجلے اجلے ہوتے ہین۔ مذہبی کے ڈر سے بیچارے گھر والے بھی جب سادھ کے بیٹھ رہتے تو کیا کرتے۔

اسی طرح تمھارے اکثر واعظ پنڈت اور سوامی نکلے ہین دل کے چور کی خواہش پوری کرنے اور ہاتھ مین لیتے ہین بسطا پوتھی۔ انھون نے مقدس اور پاک چیزون کو جوئے کا سامان بنا لیا ہے خدا ان سے سمجھے۔ وہی مثل ہے " تسبیح مصلے ہاتھ مین پھرتے ہین داؤن گھات مین" خوب یاد رکھو جب تک ان مذہبی جواریون کی بندش نہ ہوگی صلح کی گفتگو اور میل ملاپ کی تدبیر راس نہ آئیگی۔

باجے گو بے اور گاؤکشی کا معاملہ بھی ایسے ہی مذہبی جواریون کا بگاڑا ہوا ہے ان باتون کے بارے مین جو تجویزین اور شرطین پیش کی گئی ہین وہ سب پُرانی ہین آج تک اُن پر عمل ہوتا رہا۔ کبھی فساد بھی ہوا تو بے احتیاطی کے باعث یا کسی کے جبر کرنے سے۔ فساد کی عادت خود غرضون کے تصدق مین بڑی مشکل سے پڑی ہے جو برسون مار مار کے عادت ڈالی گئی۔ یہ دفعۃً چھوٹ نہین سکتی۔ بہرحال تمھاری تجویزون مین منطق کی راہ سے کچھ خامیان ہین۔ اور وہ تمھارے بس کی نہین ہین پہلے انھین رد کو پھر آگے بڑھو تو راہ صاف ملیگی۔ اولا عوام پر قابو حاصل کرنیکی فکر ہونی چاہیے ورنہ خود غرض ہوے اور جاہلون کے بنائے ہوے سوامی اور واعظ زبان کی ایک جنبش مین سارا قلعہ ڈھا دینگے۔

" جا بیو سنگھٹت ہو جاؤ مسلمان نشے جیسے مین باجے سے بھڑکتے ہین جب یہ نماز پڑھتے ہون تو خوب باجا بجاؤ۔ اور ہو سکے تو سور ذبح کر کے ان کے گھرون مین اور مسجدون مین پھینکو پھر تو انکی بھڑک مٹ جائیگی"۔

" یارو گائے ہماری خوراک ہے۔ اسکی قربانی ثواب ہے۔ آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے ہم کسی قسم کی پابندی ہم برداشت نہین کر سکتے ہے

مسلم ہین ہم وطن ہے سارا جہان ہمارا

قربانی ایک تاریخی واقعے کی یادگار ہے کوئی وجہ نہین کہ ہم گائے کا جلوس نہ نکالین۔ ادھر مسجد کے سامنے باجا بجے ادھر تم اس باجے کو بھی قربانی کی شادی رحمیہ اکے سامان مین شمار کرو۔ اے مردان بکوشید ..... باقی سب کو سلام بندگی فقط۔

راقم: منطق آرا بیگم

حاشیہ: " بیگم صاحب سبحان اللہ آپ نے تو کی باتین کہین مگر بگڑے ہوے واعظون اور بنائے ہوئے سوامیون کے علاوہ ایک فرقہ تارک دنیا سنیاسیون اور فقیرون کا بھی ہے اوسکا تذکرہ بھول گئین۔ سچ ہے بڑھاپے مین جتنا نکلنے نہین رہتا۔ ضرورت ہے کہ اصلی اور نقلی کی پہچان انکے متعلق بھی عوام کو بتائی جائے۔ ورنہ یہ اولیا کے بھیس مین رہنے والے شیطان حقیقی واعظون اور سوامیون کی جگہ پر قابض ہو جائینگے۔



رستم حکومت۔ ؎ رستم ہون مین قوم کا اردن میرا نام | ایک ہی ہاتھ سے تینون کا کردون کام تمام
سعادت ملک۔ ؎ رستم اوسکو مین سمجھون جو مجھکو کردے رہا | یون تو آئے بہتیرے مارا جنہون نے اژدہا } (دوہا)

اسی فرقہ کے ذیل میں بہت سے مسلمان اور
کئی ہزار ہندو پنڈت بھی داخل ہیں ۔ ان دونوں کی
مذہبیت وہ کہ غداری کے واسطے بری ہی انھیں
ثابت کرنی واجب ہے ۔ اگر ترک مذہب کی
ہجو نہ کریں تو مذہب بدلنے کی وجہ مفت ہو جاتی
جاتی ہے ۔ ہجو کے باعث جو تانہ چلے تو اعلان
تبدیل مذہب کا انکار کیا جاتا ہے ۔ اعلان کے
ساتھ بانکے چار نئے چرکوے سے چسکی میں بند نہ کریں
تو کارگزاری کی بیک اہم پڑی جاتی ہے ۔ تبلیغ کے
شاہانہ مصارف کہاں سے دستیاب ہوں ۔ آپ
جانیے شدھی اور تبلیغ کا چکر بغیر علیہ السلام کی
کوہنیت کے چل ہی نہیں سکتا ۔ کامیابیوں کا سیلاب
مقابل گروہ میں کینہ بڑھاتا ہے تو بڑھ جائے لہٰذا
کا قدرتی نتیجہ تو ہر وقت ممکن ہے ان اصلی نتائج کی
تیز ہی کیمیر ہے ۔ یہ باتیں بنانے والے منتظم خود واعظ
بن کے نکلیں تو شاید کچھ انکی کوشش کا بدرجہت
پہلے پہر سے فقط ۔

"ہیچ"

ہیچ مل خدا ۔ خدا مل ہیچ

زوال کی آڑ میں بشیر بہن

ہمارے وائسرائے صاحب بھی عجیب دل لگی
باز ہیں ۔ آپ نے ایک بزم مشاورت مقرر فرما کے
"دال بجگھڑ" دین کے واسطے خیالی گھوڑ دوڑ کا میدان
تیار کر دیا ۔ کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ ابی خالی خولی
دل لگی کے لیے بلا ہے دیکھ لینا جو کوئی اون سے
مل کے آئیگا کچھ نہ پائیگا ۔ کوئی کہتا ہے کہ جو لوگ
بلائے گئے ہیں اونکا وہی حشر ہوگا جو الف لیلہ
والے ہمام کے اندھے بھائی کا ہوا تھا ۔ اس بیچارے
نے کسی کے دروازے پر کھڑے ہو کے صدا دی
"اللہ بھلا کرے" ۔ مالک مکان کی اوپری
چھت سے جواب ملا "برکت ہے" ۔ اندھے نے
پھر کہا "الٰہی اس گھر کے رہنے والے پھلیں پھولیں
آباد رہیں شاد رہیں" آواز آئی "سائیں پھر
بھگو" بیچارے اندھے نے پھر دعا دی ۔ ایکی

صاحب خانہ نیچے اوتر کے آیا اور ہاتھ پکڑ کے
حافظ جی کو اوپر چڑھا لے گیا کئی منزل زینہ
طے کرنے کے بعد اندھے سے کہا بتاؤ کیا چاہتے ہو؟
اندھے نے کہا "بابا بھوکا ہوں کھانا کھلا دو" تو
اوسنے کہا "خدا رازق ہے ۔ کوئی اور گھر دیکھو"
اندھے نے منت کی کہ میں راہ نہیں جانتا تم جسطرح
لائے ہو اوسی طرح پہونچا دو اگر یہی جواب تھا
تو وہیں کہہ دیتے ۔ اوسنے طعنہ دیا کہ دو مرتبہ
جواب دیا تمنے قبول نہ کیا تیسری مرتبہ یہ خیال
کیا کہ شاید تم بہرے بھی ہو ۔ گلی میں کھڑے ہو کے
چیخنا کون یہاں لا کے اطمینان سے جو کہنا تھا
کہہ دیا ۔ اب ہوا کھاؤ ۔ اندھا بیچارہ ٹٹولتا ہوا
گلی تک پہونچا تو سہی مگر تیمور بھی ہو گیا ۔

کسی کا قیاس ہے کہ نہ یہ ہے نہ وہ لارڈ ارون
کو رومال کی آڑ میں بشیر بن لڑانے کا شوق ہے
حضرت کھلم کھلا شوق پورا نہیں کر سکتے فیصل
بھی نہیں رہی ۔ بشیر بن نہ سہی پولیٹیکل گڑیا ہی
دو دو چونچیں لڑوا کے کس دیکھ لینگے ۔

کسی کی اٹکل ہے کہ ابھی وائسرائے صاحب
مجھے تو کچھ باتونی معلوم ہوتے ہیں ۔ انھیں کیا
افواہ ہے کہ بجا میں رجائی) ہو نہ ہو یہ افیم کی
بندش کا سامان ہو رہا ہے ۔ سارے والیان ریاست
جو کہیں اب کی بجاؤ اور بڑھا تو ہم کہیں کے نہ
رہیں گے ۔ ارے کوئی ان سے ہم غریبوں کی
طرف سے کہہ دے کہ آنغا آغا دو دو بل کی
ریوڑیاں ہم لوگ تمھیں کھلائینگے جو چنیا بیگم
کی پڑیاؤں پر کچھ نہ دو ۔

مذہبی دقیانوں کا قول ہے کہ یار آنی گئی ہمارے
ماتھے ہو گی مگر اتنا یاد رہے کہ مذہب میں دخل
دینے کی ملکہ وکٹوریہ ممانعت کر چکی ہیں ۔

اہل سیاست کا دل دھکڑ پکڑ کرتا ہے کہ یہ
سب اصلاحات کے کرم خوردہ بناتے ہیں سے
پورا اتارنے کی گھاتیں ہیں ۔ ابھی ہم پہلے ہی سے
اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ہیں وہ لاکھ چھپائیں سے
تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

پھر وہی "کچھ" والا معاملہ ہے ۔ منقول ہے کہ
اندھیر نگری میں کسی مسافر کا گزر ہوا ۔ بال بڑھ گئے
تھے نائی سے کہا ۔ بھائی بال تراش دو ہم تمھیں کچھ
دینگے ۔ نائی نے بال کتر دیے اونھوں نے چار پیسے دیے
اوسنے پیسے پھیر دیے اور کہا "جناب پیسے الگ
رکھیے میں تو "کچھ" لونگا "کچھ" دلوایئے" مسافر
گھبرایا اور اپنے میزبان سے روداد بیان کی اوسنے
کہا یہ کون سی بڑی بات ہے "لوٹوں کٹوری میں پانی" ۔
نائی پانی لایا اونھوں نے چھپا کے ایک تنکا پانی میں
ڈال دیا اور خفا ہونے لگے کہ اندھے دیکھ تو پانی میں
کیا ہے ۔ نائی کے منہ سے نکلا "اس میں تو کچھ"
میزبان صاحب نے فوراً ارشاد کیا "کچھ ہے تو تم اپنی
مزدوری میں لے لو اور چلتا دھندا کرو"

زمانہ جنگ میں لارڈ چیمسفورڈ نے بھی "کچھ"
دینے کا وعدہ کیا اور پانی میں "کچھ" ڈال کے
بصورت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ عنایت فرمایا ۔
اب "کچھ" کی دوسری قسط بٹنے والی ہے ۔ اوسی
"کچھ" کے بارے میں مشورہ ہو رہا ہے ؎

ترک ہوگا نہ تعلق ہم سے
"کچھ" نہیں ہے تو شکایت ہی سہی

الحاصل اندر خانہ جو غٹر غوں ہو رہی ہے اوسکا
حال ضرور کھل جائیگا ؎

نہاں کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ہر ایک شخص مطلوب
و مدعو سے ایک جداگانہ مسئلہ پر گفتگو کیجائے ۔
پیٹ کا ہلکا شیر کوہ کر بھانڈا پھوڑ دے اور صاحب
کرامت قفل بدہن رہے ۔

مشہور ہے کہ ایک بادشاہ کے راز اکثر حلق سے
نکلتے ہی خلق میں پہونچ جاتے تھے ۔ افشا کرنے والے
کی تلاش ہوئی تو ایک ہوشیار مصاحب نے مشورہ
دیا کہ خداوند نعمت آپ اپنے مصاحبوں کو بلا کے
اون سے علیحدہ علیحدہ باتیں کیجیے اور جو راز جس
مصاحب سے بیان کیجیے اوسے کاغذ پر اوسکے نام کے
ساتھ لکھ لیجیے ۔ بادشاہ نے یہی کیا چند روز میں
اونکے تجربہ سے مصاحب کا حال ظاہر ہو گیا ۔

اس سے کئی گنی تھی وہی مشہور ہوئی۔

لارڈ اروں کا ارشاد جو کچھ ہوا اگر وہ ملک سے متعلق ہے تو ادھیڑ بن سرطانی پھوڑے کی طرح کھال کے اندر پکانا بے سود ہے۔ آئندہ اختیار بدست مختار بات عالم آشکار ہونے پر ہنسنا ہمارا کام ہے۔

تاریخی کو گنی

ایک نامہ نگار صاحب تحریر فرماتے ہین کہ یہان کے ایک بے بدل مؤرخ صاحب نے نعمت خان عالی کے حالات پر لکچر دینے شروع کیے ہین۔ بات معقول ہے جو لوگ اپنے اسلاف کے سوانح خود کتابون مین تلاش کرنے کی زحمت سے بچنا چاہتے ہین اونکی بلا اور کاہلی کا بار اہل خبرت کو ضرور اپنی گردن پر لینا چاہیے لیکن طبع زاد واقعات سے احتراز بھی واجب ہے چنانچہ مؤرخ صاحب نے ایکاول کا عہدہ خدا جانے کہان سے خان عالی کے سپرد کر دیا۔ کاش یہہ خوش ذائقہ عہدہ انھین زندگی مین ملا ہوتا تو وہ جناب مؤرخ کے شکر گزار ہوتے۔ اصل واقعہ یہہ ہے کہ میرزا (سید) محمد شیراز کے طبقۂ علماء سے تھے۔ حضرت محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر ایک قدر افزائے کمال بادشاہ تھے اونھون نے اپنے مصاحبون مین نوکر رکھ لیا اور نعمت خان کا خطاب دیا۔ اہل کمال کی جنس آج بھی ویسی ہی نایاب ہے جیسی کہ پہلے تھی اسلیے شاہان روزگار ضرورت ہوتی تو جگہ خالی ہوتی تو کسی فن کے ماہر کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اس عہدے کا نام "رفیق مصاحب" قدوی خاص۔ ندیم شیرہ تھا۔ بظاہر یہہ گروہ بیکار تھا مگر فی الحقیقت اس سے وقت پر بڑے بڑے کام نکلتے تھے۔ نہ تو ان کے ظرف و شعور و فہم کا امتحان ہوتا تھا۔ خلوت مین یہہ ناصح تھے مشیر تھے داستان گو تھے۔ مخبر تھے۔ رازدار تھے۔ جلوت مین یہہ بادشاہ کی زبان ہی کے حاضر جوابی اور فطنت کے جوہر دکھاتے تھے۔ حکومت کی مشین مین کوئی پرزہ بگڑا یا خراب ہوا تو کام نہ رکا انھین کو کل گھوڑون مین سے ایک گھوڑا جوت دیا گیا مزیب زبان سفیر کی ضرورت

آن پڑی تو ان کے سپرد یہہ خدمت کر دی گئی۔

میرزا محمد شیرازی بھی کمالات کی پوٹ تھے نجوم اشعار مین انکا حال کسیقدر مفصل موجود ہے۔

غالباً سرکار ایکوار نے خطاب اور لقب سے تاریخی قیاس (یہہ قیاس کی نئی قسم ہے) کے گھوڑے دوڑا دیئے اور نعمت خان کو "خوان نعمت" تصور فرمایا اس طرح اچھا خاصا بھلا چنگا آدمی ایکاول بن گیا حالانکہ واقعات مین قیاس جوڑ لگانا زیبا نہین جب تک تکذیب یا تصدیق خلاف عقل وامکان عقلی نہ ہو واقعات اپنی جگہ برقرار رہتے ہین:۔

اگر اس طرح مشہور خطابون سے نامعلوم عہدہ معلوم کرنے کا طریقہ جاری ہو جائے تو اچھا ہے۔ مثلاً برہان الملک ایک لقب تھا۔ عہدہ کا حال مخفی ہے تو کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ برہان الملک منطق پڑھانے کی خدمت پر متعین تھے۔

کسی کا خطاب یمین السلطنت تھا تو آجکل کی توجیہ یون دے سکتے ہین کہ یہہ دربار مین یمین (قسم حلف) لیا کرتے تھے۔ یہہ بھی ممکن ہے کہ خود قسمین بہت کھاتے ہون ایک روایت کا ماحصل یہہ ہے کہ دربار مین داہنی طرف کھڑے رہتے تھے۔ لہذا یمین السلطنت خطاب ہے۔

صولت جنگ کے پیشہ مین توڑ تھی (سختی) لہذا سخت مہمات کے سر کرنے پر متعین ہوتے اور صولت جنگ خطاب ملا۔

خان عالی سے ہمارے مؤرخ صاحب کو دو شکایتین ہین (۱) نقاش روزگار تھے (۲) پرلے سرے کے متعصب تھے۔ اگر نقش سے مراد تصانیف مین اون اعضا کا تذکرہ ہے جن سے نسل انسان بڑھتی ہے تو دنیا مین کوئی بڑے سے بڑا مصنف خواہ وہ عالم ہو حکیم ہو فقیہہ ہو محدث ہو مؤرخ ہو طبیب ہو قاضی ہو امام ہو ادیب ہو عجمی ہو عربی ہو اس عیب سے خالی نہین ہے کسی مصنف کا نام لیجیے جسکی کتابین متداول ہون ہم اپنا دعوےٰ ثابت کرنے کو ہر وقت تیار ہین۔ ہماری سمجھ مین دوسری شکایت سے کسیقدر معنی ہے۔ قلم پر تعصبات طبیعت کا اثر ضرور ہے شکل ہے مضامین تاریخی کتابون کی بنیاد کسی عہد سلطنت کی مدح و ذم پر رکھی گئی ہو یا کسی مذہب کے الزام پر قائم ہے وہ اس عیب سے بری نہین ہو سکتین۔

جب کوئی مصنف کسی فحش واقعہ کے تذکرہ پر مجبور ہوتا ہے تو وہ عام طرز بیان سے عدول اختیار کرکے خاص طرز کی جانب رجوع کرتا ہے۔ جیسے بڑے مذہب مؤرخ جیسے امام ابن جوزی نے اپنی کتاب بلاذری اور دیگر واقعات کے اندر مین مخفی اعضا کے اصلی نام لکھنے پر مجبور ہوئے اور کنایہ و استعارہ نہین اصلاح حدیث کی شرح مین دیکھیے۔ آیات مین بعض الفاظ کی تفسیر اور بعض آیات کا شان نزول ملاحظہ طلب ہے۔ ہمیں تو یہہ بھی اتنا خیال ہے کہ بائبل مقدس مین ایک نبی کی تصنیف ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ لوگ خود ساختہ ذوق عیب جوئی و تعصب کے پردے مین ایسے اعتراض کو بیٹھتے ہین جنکا مورد آسمانی کتابین بھی ہو سکتی ہین۔

بہرحال نعمت خان عالی کے کمال کا اعتراف ہی غنیمت ہے جنھین کبھی علاوہ ارتکاب فحش کی توفیق نہوئی اور اس حسرت مین مر گئے ۔ م

نمونہ قابل مقررہ

سمن بنام مدعا علیہ بنابر حاضری ساعت ابتدائی انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵۔ قاعدہ ۵ [illegible])

بعدالت منصفی مقام مظفر نگر ضلع میرٹھ۔
مقدمہ نمبر ۲۲۷۵ بابت ۱۹۳۰ء
لالہ بیجنل ساکن [illegible] مدعی

بنام

کنھیالال ساکن [illegible] مدعا علیہ
بنام کنھیالال پسر امیر سنگھ قوم [illegible] ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع مظفر نگر۔ مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت [illegible] دائر کی ہے لہذا آپکو حکم دیا جاتا ہے کہ بتاریخ [illegible] نومبر ۱۹۳۰ء وقت [illegible] بجے دن کے عدالت ہذا مین اصالتاً حاضر ہون اور جواب دہی دعوےٰ کی کرین اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کی حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپکو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہ حاضر کرین نیز جملہ دستاویزات جن پر آپ بنا اپنی جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہون اسی روز پیش کرین۔

آپکو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپکے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] ماہ [illegible] جاری کیا گیا۔

دستخط انگریزی ۔ بحکم [illegible] (مہر عدالت)

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

حلوائے مغز گنجشک

[illegible]
قیمت فی بکس ۲۰ خوراک (ا ے)

ماء اللحم عنبری و آتشہ خاص الخاص

[illegible]
وغیرہ کو دور کرتا ہے۔
فی بوتل پانچ روپیہ (ﷲ)
[illegible] ایک گلاس پیالہ مفت

طلائے مسیحی

[illegible]
قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (ﷲ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت [illegible] نایاب دوا [illegible]
[illegible]
قیمت فی بکس [illegible] خوراک مع محصولڈاک
پانچ روپیہ (ﷲ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے	منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ	فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

[illegible] بیش بہا تحفہ

[illegible]
حکیم سید [illegible] بیت الشفا گیا (بہار)

سچا ہمدم و دلی دوست

[illegible] اور
[illegible]
قیمت فی ڈبیہ ۵ ڈبیاں چار روپیہ (ﷲ)
وید شاستری جا منگر کا تیار کردہ
ایجنٹ اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی اشیاء کو دولت دیا

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

[illegible]
[illegible] قیمت [illegible] سب جگہ بکتا ہے۔

دورنگ کیسری [illegible] قیمت [illegible]

بال [illegible] [illegible]

اپنے شہر کے دوافروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب　بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی
سول ایجنٹ اندر چند [illegible]

لطف حیات

[illegible]
سید قاسم حسین موتی [illegible] اخبار [illegible] لکھنؤ

مجلدات [illegible]

[illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اُون گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنا یا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار مین صدہا اگونگی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر کے ... [illegible]

کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد ... [illegible]

... [illegible] اس کتاب مین ملیگا فی الحقیقۃ مصنف ... [illegible]

اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون ... [illegible] قیمت ... [illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ اول کی ... فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔